سوال

خاوند ماضی کے متعلق دریافت کرے تو بیوی کا جھوٹ بولنا اور توریہ کرنا

جواب

لحمد للہ.

ں :

ئ شخص معاصی وگناہ میں مبتلا ہوا اور پھر وہ توبہ کر لے تو اللہ سبحانہ وتعالی اس کی توبہ قبول کر کے اس کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے چاہے اس کے گناہ جتنے بھی ہوں، اور جرم کتنا بھی عظیم اور بڑا ہو.

ر سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

ن(70-68).

م یہ ہے کہ وہ سچی اور پکی اور خالص توبہ کرے تو پھر اس کے سب گناہ بخش دیے جاتے ہیں.

م :

ندے پر احسان ہے کہ وہ اس کی پردہ پوشی کرتا اور اس کے معاملہ کو منکشف نہیں کرتا، اسی لیے یہ بہت قباحت والی بات ہے کہ جب اللہ سبحانہ وتعالی نے اس کی پردہ پوشی کر رکھی ہوا اور وہ اس پردہ کو فاش کر دے، بلکہ اسے اللہ کے پردہ کے ساتھ پردہ پوشی اختیار کرنی چاہیے، اور پھر نصوص شرعیہ بھی اس کی تاَ

ِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

س گندگی سے اجتناب کرو جس سے اللہ سبحانہ وتعالی نے منع کر رکھا ہے، اور جو کوئی اس میں پڑ جائے تو اسے اللہ عزوجل کے ستر اور پردہ سے پردہ پوشی حاصل کرنی چاہیے"

ر(663) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

امام مسلم رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اللہ تعالی دنیا میں جس بندے کی پردہ پوشی کرتا ہے تو روز قیامت بھی اس کی پردہ پوشی کریگا"

ر(2590).

ہ بشارت جو توبہ کرنے والے شخص کو دی گئی ہے جس پر اللہ سبحانہ وتعالی نے دنیا میں پردہ ڈالا تھا کہ اللہ تعالی آخرت میں بھی اس کی پردہ پوشی کریگا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تاکید میں حلفا بھی فرمایا ہے.

ئشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

لہ جس کا اسلام میں حصہ ہو اس کو اللہ عزوجل ایسے نہیں کریگا جس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، اسلام میں حصے تین ہیں : نماز روزہ اور زکاۃ، اور اللہ عزوجل دنیا میں جس کا ولی اور دوست ہوگا تو روز قیامت اسے کسی اور کا دوست نہیں بنائیگا، اور جو شخص کسی قوم سے محبت کرتا ہے اللہ تعالی اسے ان کے ساتھ کر د

ر(23968) علامہ البانی رحمہ اللہ نے السلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ حدیث نمبر (1387) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

ر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

ِ ساری امت کو معافی مل سکتی ہے لیکن وہ شخص جو اعلانیہ طور پر معاصی کرے، کہ رات کو کوئی عمل کرے اور صبح کو اللہ اس کا پردہ رکھے تو وہ کہتا پھرے اے فلاں میں نے رات ایسا ایسا کام کیا، رات اللہ تعالی نے اس کا پردہ رکھا تھا اور دن کو وہ اللہ کی پردہ پوشی کو ختم کر رہا ہے"

ر(6069) صحیح مسلم حدیث نمبر (2990).

پنے منگیتر یا اپنے خاوند کو اپنی ماضی میں کی گئی کوئی بھی برائی نہیں بتائیگی، اور اگر وہ سوال بھی کرتا ہے تو بھی نہ بتائے، بلکہ وہ توریہ اور ادھر ادھر کی بات کر جائے، یعنی ایسی بات کرے جس سے سننے والا متکلم کی مراد کے خلاف سمجھے، مثلا وہ کہے : میرا تو کسی سے بھی کوئی تعلق نہ تھا، اس سے اس کا مقصد یہ ہو کہ م

فظ ابن حجر رحمہ اللہ ماعزاسلمی رضی اللہ تعالی عنہ کے قصہ پر تعلیق لگاتے ہوئے کہتے ہیں :

، قصہ سے اخذ کیا جا سکتا ہے کہ : اس طرح کے واقعہ میں پڑنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ توبہ کر لے اور اپنے آپ کو اللہ کے پردہ میں ہی رہنے دے، اور کسی کے پاس اپنے اس عمل کو ذکر مت کرے جیسا کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے ماعز کو اشارہ بھی کیا تھا.

لم بھی ہو جائے تو وہ بھی اس پر پردہ ڈالے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اور وہ اسے ذلیل ورسوا مت کرے، اور نہ ہی حکمران اور عدالت تک لے جائے، جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قصہ میں فرمایا تھا کہ : اگر تم اسے اپنے کپڑے سے چھپا لیتے تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے"

م شافعی رحمہ اللہ تعالی بالجزم یہ کہتے ہیں کہ : میں یہ پسند کرتا ہوں کہ جو کوئی بھی گناہ کر بیٹھے اور اللہ نے اس کا پردہ رکھ لیا تو وہ اپنے آپ کو پردہ میں ہی رہنے دے اور اسے چاک مت کرے، انہوں نے ماعزاسلمی رضی اللہ تعالی عنہ کے ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے ساتھ قصہ سے استدلال کیا ہے.

ور اس میں یہ بھی ہے کہ :

بیٹھے اور وہ اپنے کیے پر نادم ہو تو وہ جلد توبہ کر لے، اور کسی کو بھی اس کے متعلق مت بتائے اور اللہ کے پردہ کو چاک مت کرے، اور اگر اتفاق سے کسی کو اس کی خبر بھی ہو جائے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ برائی کرنے والے کو توبہ کرنے کا حکم دے، اور لوگوں سے اسے چھپائے جیسا کہ ماعز رضی اللہ

ں(124/12).

م :

ے، اور جب اسے دین اور اخلاق کی مالک بیوی حاصل ہو جائے تو اسے اس کے ماضی کے متعلق نہیں کریدنا چاہیے، اور نہ ہی وہ اس سے اس کی معاصی و گناہ کے بارہ میں دریافت کرے کیونکہ یہ اللہ سبحانہ و تعالی کے ستر پوشی کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالی ستر پوشی پسند فرماتا ہے، اور اس کے علاوہ یہ شک پیدا

ہیے کہ وہ اپنے خاوند سے اس کے ماضی کے امور کے متعلق دریافت مت کرے، کہ آیا اس نے اس کے علاوہ بھی کسی سے محبت کی تھی یا نہیں، یا وہ کسی اور سے تعلق تو نہیں رکھتا تھا، یا وہ ماضی میں گناہ تو نہیں کرتا رہا، یہ سب ایسی باتیں جن میں کوئی خیر و بھلائی نہیں بلکہ شر ہی شر ہے، اور یہ شر و برائی کا دروا

م :

نی بتانے پر اصرار کرے، یا خاوند کو کوئی بات پہنچے جس کی وہ تحقیق کرنا چاہتا ہو، اور بیوی کو اپنی پردہ پوشی کرنے کے لیے حلف اور قسم کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو اس کے حلف اٹھانا جائز ہے، اور اپنی حلف و قسم میں توریہ کر لے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے تو وہ یہ کہہ سکتی ہے کہ : اللہ کی قسم ایسی تو کوئی بات نہیں

کے مسئلہ میں تفصیل بیان کی ہے کہ کس میں تاویل اور توریہ کرنا جائز ہے، اور کس میں جائز نہیں، ان کی کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ : انسان کو قاضی کے پاس حلف میں توریہ کرنے کا حق نہیں، صرف اسی صورت میں جبکہ وہ مظلوم ہو تو قاضی کے پاس بھی حلف میں توریہ کر سکتا ہے۔

اگر وہ مظلوم ہے تو قاضی کے علاوہ کسی اور کے سامنے توریہ کر سکتا ہے ظالم کے لیے نہیں یا پھر اسے خدشہ ہو کہ اس کی سچائی بیان کرنے میں اسے یا کسی دوسرے کو نقصان اور ضرر ہوگا، یا پھر توریہ کرنے میں کوئی مصلحت پائی جاتی ہو۔

ن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

سئلۃ :

: اور جب وہ حلف اٹھائے اور اپنی قسم میں تاویل کرے، تو اگر وہ مظلوم ہے تو اسے تاویل کا حق ہے۔

ہے کہ : وہ اپنی کلام اسے مقصود لے جو ظاہر کے مخالف ہو، مثلا وہ حلف اٹھائے کہ : وہ میرا بھائی ہے اور اس سے اسلامی بھائی مراد لے یا اس سے مشابہ کوئی اور بات یا پھر چھت اور عمارت اور آسمان کی یا یہ کہے : اللہ کی قسم میں نے اس سے کچھ نہیں کھایا، اور نہ ہی میں نے اس سے کچھ لیا ہے، یعنی اس سے

کے مشابہ جو سامع کے ذہن میں ایسی چیز لائے جو اس کے خلاف ہو، جب وہ اسے قسم اٹھانے کا کہے، تو یہ تاویل ہے کیونکہ یہ ظاہر کے خلاف ہے۔

ر تاویل والی قسم اٹھانے والے کی تین حالتیں ہو سکتی ہیں :

الت :

ے والا مظلوم ہو مثلا ظالم شخص اسے کسی چیز پر قسم اٹھوائے اور اگر مظلوم شخص سچ بولے تو اس پر ظلم کریگا، یا کوئی اور ظلم کریگا، یا پھر مسلمان شخص کو اس سے ضرر حاصل ہو تو اس شخص کو تاویل والی قسم اٹھانے کا حق حاصل ہے۔

بوداود رحمہ اللہ نے سوید بن حنظلہ سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ :

یم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کا ارادہ رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ وائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ تھے تو انہیں ان کے دشمن نے پکڑ لیا چنانچہ لوگوں نے پریشان کیا کہ تم قسم اٹھاؤ، لہذا میں نے حلف اٹھایا کہ یہ میرا بھائی ہے تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا، چنانچہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ

"تم ان میں سب سے زیادہ سچے اور حسن سلوک کرنے والے ہو، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے"

مہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ابوداود میں صحیح قرار دیا ہے۔

ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"توریہ میں جھوٹ سے آزادی ہے"

حدیث ضعیف ہے، اور صحیح یہ ہے کہ یہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ پر موقوف ہے۔

د (857).

اس توریہ کی آزادی اور اجازت ہے جو سامع کو کچھ متکلم کے خلاف معنی دے۔

ر بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

ی کی بنا پر ایک عقل مند شخص کے لیے جھوٹ بولنے کو کوئی ضرورت نہیں، عقل مند کو خاص اس لیے کیا ہے کہ وہ تاویل کرنے کی استطاعت رکھتا ہے، اس لیے اسے جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

ری حالت :

شلا وہ شخص جسے قاضی اور حاکم اس کے پاس موجود حق پر قسم اٹھانے کا کہے، تو اس کی قسم ظاہر الفاظ پر ہوگی جو قسم اٹھانے والا مراد لے رہا ہے، اور حلف اٹھانے والے کو تاویل کوئی فائدہ نہیں دے گی، امام شافعی رحمہ اللہ کا قول یہی ہے، اس میں ہمارے علم کے مطابق کوئی اختلاف نہیں؛ کیونکہ ابو ہریرہ رضی

"تیری قسم وہ ہے جس پر تجھے تیرا ساتھی سچا کہے"

ح مسلم اور ابوداود۔

ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"قسم وہ ہے جو قسم اٹھوانے والی کی نیت پر ہو"

سے مسلم نے روایت کیا ہے۔

ور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

"قسم وہ ہے جو اس پر واقع ہو جس نے قسم اٹھوائی ہے"

س لیے کہ اگر تاویل کو جائز کر دیا جائے تو قسم کا معنی ہی باطل ہو جاتا ہے؛ کیونکہ قسم کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ قسم اٹھانے والے کو جھوٹی قسم کے انجام سے خوفزدہ کیا جائے کہ وہ انکار کرنے سے رک جائے اور باز آ جائے۔

س کے لیے تاویل جائز قرار دی جائے تو یہ ختم ہو جائیگا، اور تاویل حقوق سے انکار کا وسیلہ بن کر رہ جائیگی، اس میں ہمیں کسی اختلاف کا علم نہیں.

ی حالت :

ہ ظالم ہو اور نہ ہی مظلوم :

کلام یہ ہے کہ : اسے تاویل کا حق حاصل ہے، روایت ہے کہ ان کے پاس مھنا وہ اور مروزی اور ایک جماعت ان کے پاس تھی تو ایک شخص مروزی کو تلاش کرتا ہوا آیا لیکن مروزی اس سے کلام نہیں کرنا چاہتا تھا، تو مھنا نے اپنی انگلی اپنی ہتھیلی میں رکھی اور کہنا لگا : یہاں مروزی نہیں ہے، اور پھر مروزی

ی مراد یہ تھی کہ وہ اس ہتھیلی میں نہیں، اور ابو عبداللہ نے اس کا انکار نہیں کیا.

ر انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں :

"ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی :

ر تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سواری دیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

'ہم تمہیں اونٹنی کا بچہ دیں گے تو اس نے عرض کیا : میں اونٹنی کے بچے کا کیا کرونگا؟

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"کیا اونٹ جوان اونٹنیاں ہی جنتی ہیں؟"

سے ابو داود نے روایت کیا ہے.

ے تاویل اور توریہ تھا، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حق کا نام دیا اور فرمایا :

"میں حق کے علاوہ کچھ نہیں کہتا" انتہی مختصرا

ن(420/9).

ر شیخ الاسلام رحمہ اللہ کسی شخص کی غیبت کرنے کے بعد توبہ کرنے اور اچھے اعمال کرنے والے شخص کے بارہ میں کہتے ہیں :

ی میں صحیح کے مطابق اگر اس سے سوال کیا جائے تو اس کے لیے اعتراف واجب نہیں، بلکہ وہ توریہ کر لے چاہے قسم کے ساتھ ہی ہو؛ کیونکہ وہ مظلوم ہے اور اس کی توبہ صحیح ہے، اور یہاں صریحا مباح جھوٹ کو جائز قرار دینا محل نظر ہے.

بہ اور احسان کے ساتھ اس کا توریہ کرنا جھوٹ ہے اور اس کی قسم جھوٹی ہے، اور ہمارے اصحاب کا اختیار یہ ہے کہ : اس کے علم میں نہ لائے؛ بلکہ اس کے لیے اس کے ظلم کے مقابلہ میں اس کے لیے دعا کرے" انتہی

یۃ(507/5).

یۃ(306/7) کا مطالعہ کریں.

م :

ن مواقع پر جھوٹ بولنے کی رخصت دی گئی ہے جیسا کہ ابو داود اور ترمذی کی روایت کردہ حدیث میں وارد ہے.

اء بنت یزید رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

کے علاوہ کہیں اور جھوٹ حلال نہیں، اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لیے خاوند کی بات چیت، اور جنگ میں جھوٹ، اور لوگوں میں صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولنا"

بر (1939) سنن ابو داود حدیث نمبر (4921) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

عت کے ہاں یہ صریح جھوٹ پر محمول ہے، نہ کہ توریہ پر، اور انہوں نے اس کے ساتھ اس کو بھی ملحق کیا ہے. جس کی ضرورت پڑ جائے یا کوئی مصلحت ہو تو اس میں بھی جھوٹ جائز ہے، اور اگر اسے حلف کی ضرورت ہو تو وہ حلف بھی اٹھا لے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، لیکن بہتر یہی ہے کہ اس میں توریہ ہی استعمال

م نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

ی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان :

"جنگ دھوکہ کا نام ہے"

یث میں تین اشیاء میں جھوٹ بولنا جائز قرار دیا گیا ہے : ان میں سے ایک جنگ کے موقع پر ہے.

ری رحمہ اللہ کہتے ہیں :

ں حقیقی جھوٹ کی بجائے توریہ کرنا جائز ہے، ان کی کلام تو یہی ہے، لیکن ظاہر یہی ہوتا ہے کہ حقیقی جھوٹ مباح ہے لیکن توریہ کرنے پر اکتفا کرنا افضل و اولی ہے" واللہ اعلم. انتہی

ر سفارینی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

ہے، اور جو اس کے معنی میں ہو اس کو بھی اس پر ہی قیاس کیا جائیگا، مثلا ظالم سے کسی دوسرے کا مال چھپانے کے لیے، اور اس کی پردہ پوشی کے لیے معصیت کا انکار کرنا، یا کسی دوسرے کی پردہ پوشی کرے جب تک وہ دوسرا شخص اعلانیہ معصیت نہ کرے.

نیہ کرے تو اسے پردہ پوشی کرنی چاہیے، لیکن اگر وہ اپنے آپ پر حد لگوانا چاہتا ہو جیسا کہ ماعز اسلمی رضی اللہ تعالی عنہ نے کیا، اس کے باوجود پردہ پوشی بہتر ہے، اور وہ توبہ کر لے کیونکہ اس اور اس کے رب کے درمیان ہے.

رسفارینی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

ہواکہ مذہب میں قابل اعتماد یہی ہے کہ جہاں راجح مصلحت ہو وہاں جھوٹ جائز ہے ، جیسا کہ ہم اوپر امام ابن جوزی سے بیان کر چکے ہیں ، اور اگر کسی واجب مقصد کی جانب اس کے بغیر نہ پہنچا جا سکتا ہو تو ایسا کرنا واجب ہے .

جب جائز ہے تو پھر توریہ استعمال کرنا اولی اور بہتر ہوا " انتہی

ب(141/1).

ؒشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کا کہنا ہے :

کے لیے مشروع یہی ہے کہ اگر وہ سچا بھی ہو تو قسم کم اٹھائے ؛ کیونکہ زیادہ قسمیں اٹھانے سے ہو سکتا ہے وہ جھوٹ میں پڑ جائے ، اور یہ معلوم ہے کہ جھوٹ حرام ہے ، اور اگر جھوٹ قسم کے ساتھ ہو تو اس کی حرمت اور بھی شدید ہو جائیگی .

ن اگر جھوٹی قسم کی ضرورت یا راجح مصلحت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث میں ثابت ہے .

کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

ں میں صلح کرانے کے لیے خیر کی چغلی کرے اور اچھی بات کہے تو وہ جھوٹا نہیں ، وہ کہتی ہیں : میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ جو لوگ کہتے ہیں اس میں جھوٹ کی اجازت دی ہو صرف تین مواقع پر :

ں صلح کرانے کے لیے ، اور جنگ میں ہے ، اور خاوند کی اپنی بیوی سے بات چیت "

م مسلم نے اسے صحیح میں روایت کیا ہے .

ئی لوگوں میں صلح اور اصلاح کرانے کے لیے یہ کہے کہ : اللہ کی قسم آپ کے دوست تو صلح پسند ہیں ، اور وہ اکٹھے ہونا اور ایک ہی بات چاہتے ہیں ، اور وہ ایسے ایسے چاہتے ہیں ، اور پھر دوسروں کے پاس آئے اور انہیں بھی اسی طرح کی بات کہے ، اور اس کا مقصد صرف خیر اور صلح ہو تو مذکورہ بالا حدیث کی بنا پر

سان کو دیکھے کہ وہ کسی دوسرے شخص کو قتل کرنا چاہتا ہے ، یا پھر اس پر ظلم کرنے لگا ہے تو وہ اسے کہتا ہے : اللہ کی قسم یہ میرا بھائی ہے تا کہ وہ اسے اس کو ناحق قتل ہونے سے بچائے یا ناحق ظلم اور مار سے بچائے ، اسے علم ہو کہ اگر اس نے اسے اپنا بھائی باور کرایا تو وہ احتراما اسے چھوڑ دے گا : اس کے

صد یہ کہ جھوٹی قسم میں اصل ممانعت اور حرام ہے لیکن اگر اس جھوٹی قسم کے نتیجہ میں جھوٹ سے بھی کوئی عظیم مصلحت پائی جاتی ہو جائز ہے ، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں تین مواقع پر بیان ہوا ہے " انتہی

ز(54/1).

والله اعلم .

اسلام سوال وجواب

83093